مقتدی کے لیے سلام پھیرنے کا افضل طریقہ کیا ہے؟

دار الافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر: FSD-9052 تاریخ: 22-08-2024

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھے اور امام سلام پھیرے، تو مقتدی کے لیے سلام پھیرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے کہ کس وقت سلام پھیرے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

قوانین شریعت کے مطابق جو مقتدی شروع نماز سے امام کے ساتھ شریک ہو، اس کے لیے سلام پھیرنے کا افضل طریقہ تو یہی ہے کہ وہ بالکل امام کے ساتھ ساتھ سلام پھیرے، یعنی جیسے امام "السلام علیکم و رحمۃ اللہ" کہتے ہوئے ایک طرف اپنا چہرہ پھیرنا شروع کرے، تو مقتدی بھی بالکل ساتھ ساتھ سلام پھیرنا شروع کر دے اور اسی طریقے پر امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک مقتدی کو عمل کرنے کا حکم ہے، البتہ اگر کسی نے امام کے مکمل سلام پھیر لینے کے بعد سلام پھیرا، تو بھی درست ہے۔

مسئلے کی تفصیل یہ ہے کہ مقتدی کے لیے متابعتِ امام تین طرح کی ہے، فعلِ امام سے مقارنت مثلاً: امام کی تکبیر تحریمہ کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہے، اس کے رکوع کے ساتھ رکوع کرے اور سلام کے ساتھ سلام پھیرے اور یہی مقارنت کا اصل مفہوم ہے کہ مقتدی کے ہر رکن کی ابتدا امام کی ابتدا کے ساتھ اور ہر رکن کا اختتام امام کے رکن کے اختتام کے ساتھ ہو، اسی مقارنت کو فقہائے کرام نے افضل

قرار دیا ہے، البتہ اگر کسی نے امام کے سلام پھیرنے کے بعد سلام پھیرا، تو یہ بھی درست ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی دو روایتوں میں سے اصح روایت کے مطابق سلام کا مسئلہ تکبیر تحریمہ والے مسئلے کی طرح ہے اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک تکبیر تحریمہ میں افضل ہے کہ مقتدی امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہے۔ اگر امام کے تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد تکبیر کہی، تو اگرچہ افضل نہیں لیکن یہ بھی درست ہے، اسی طرح سلام والے مسئلے میں بھی یہی حکم ہو گا یعنی امام کے ساتھ ساتھ سلام پھیرے، تو اس کو افضل طریقہ کہا جائے گا، لیکن اگر امام کے سلام پھیرنے کے بعد سلام پھیرے، تو بھی درست ہے۔

امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات: 256ھ / 869ء) باب "مقتدی امام کے ساتھ سلام پھیرے گا" کے تحت حضرت ابن عمر اور عتبان بن مالک رضی اللہ عنہما کی روایت نقل فرماتے ہیں: ”کان ابن عمر: یستحب اذا سلم الإمام، ان یسلم من خلفه۔۔۔عن عتبان بن مالك قال: صلینا مع النبی صلی اللہ علیه وسلم، فسلمنا حین سلم“ ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما پسند کرتے تھے کہ جب امام سلام پھیرے، تو مقتدی بھی سلام پھیر دیں۔۔۔ حضرت عتبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ ہم نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا، تو ہم نے سلام پھیرا۔

(صحیح البخاری، جلد 1، صفحہ 288، مطبوعہ دار ابن کثیر، دمشق)

مذکورہ باب اور اثر پر کلام کرتے ہوئے شارِح بخاری، علامہ بدرالدین عینی حنفی رَحۡمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ (سالِ وفات: 855ھ / 1451ء) لکھتے ہیں: ”مطابقته للترجمة ظاهرة، وقيل: غير ظاهرة، لأن المفهوم من الترجمة ان يسلم المأموم مع الإمام، لأن سلامه اذا كان حين سلام الإمام يكون معه بالضرورة، والمفهوم من الأثر ان يسلم المأموم عقيب صلاة الإمام، لأن كلمة: اذا، للشرط، والمشروط يكون عقيبه، قلت: لا نسلم ان: اذا، ههنا للشرط، بل هي ههنا على بابها لمجرد الظرف، على انه هو الأصل، فحينئذ يحصل التطابق بين الترجمة والأثر“ ترجمہ: ”اثر“ کی مطابقت ترجمۃ الباب سے بالکل واضح

ہے۔ایک قول یہ ہے کہ مطابقت واضح نہیں، کیونکہ ترجمۃ الباب سے یہ سمجھ آرہاہے کہ مقتدی امام کے ساتھ سلام پھیرے، کیونکہ جب امام سلام پھیرے تو بدیہی طور مقتدی کا سلام بھی امام کے ساتھ ہونا چاہیے جبکہ "اثر" سے یہ سمجھ آرہاہے کہ مقتدی امام کے سلام پھیرنے کے بعد سلام پھیرے، کیونکہ اثر میں "اذا" ہے جو بظاہر شرط کے لیے ہے اور مشروط کا تحقق شرط کے بعد ہوتا ہے(تو یوں باب اور اثر میں مطابقت نہ ہوئی، علامہ عینی ان دونوں کے درمیان مطابقت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں) میں (علامہ عینی) کہتا ہوں کہ ہم اس بات کو تسلیم ہی نہیں کرتے کہ "اذا" یہاں شرط کے لیے ہے بلکہ "اذا" یہاں اس باب میں اپنے اصلی معنی یعنی ظرف کے لیے ہے۔ تو اب ترجمۃ الباب اور اثر کے درمیان مطابقت حاصل ہوجائے گی۔(یعنی معنی یہ ہوگا کہ جس وقت امام سلام پھیرے،تو مقتدی بھی اسی وقت اس کے ساتھ سلام پھیریں۔)

(عمدۃالقاری شرح صحیح بخاری، جلد6، صفحہ122، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت)

نزہۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے:"جس وقت امام سلام پھیرے مقتدی بھی اسی وقت اس کے ساتھ سلام پھیریں۔ مقارنت مستحب ہے۔"

(نزھۃالقاری شرح بخاری، جلد2، صفحہ 488، مطبوعہ فرید بک سٹال، لاھور)

متابعت امام تین طرح کی ہے، جیساکہ علامہ ابنِ عابدین شامی دِمشقی رَحمَۃُاللہ تعَالٰی عَلَیْہِ(سالِ وفات:1252ھ/1836ء)لکھتے ہیں:"الحاصل ان المتابعة فی ذاتھا ثلثة انواع مقارنة لفعل الامام مثل ان یقارن احرامه لاحرام امامه ورکوعه لرکوعه وسلامه لسلامه "ترجمہ:حاصل یہ ہے کہ متابعتِ امام کی تین قسمیں ہیں، امام کے فعل سے مقارنت، مثلاً:امام کی تکبیر تحریمہ کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہے،اس کے رکوع کے ساتھ رکوع کرے اور اس کے سلام کے ساتھ سلام پھیرے۔

(ردالمحتار، جلد2، صفحہ204، مطبوعہ کوئٹہ)

اور مقارنت کا اصل مفہوم کیا ہے،اس کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابن نجیم مصری حنفی

رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ(سالِ وفات:970ھ/1562ء) **لکھتے ہیں:**"فسر قاضي خان المقارنة بأن تكون بداءته عند بداءته وختمه عند ختمه" **ترجمہ: امام قاضی خان نے "مقارنت" کی تفسیر یہ کی کہ مقتدی (کے رکن) کی ابتدا امام کی ابتدا کے ساتھ ہو اور مقتدی کے (رکن) کا اختتام امام کے (رکن کے) اختتام کے ساتھ ہو۔**

(بحر الرائق، کتاب الصلاۃ، جلد 1، صفحہ 322، مطبوعہ دار الکتاب الإسلامی)

شیخ الاسلام و المسلمین اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت الشاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ(سالِ وفات:1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں:"تحقیق مقام یہ ہے کہ متابعتِ امام جو مقتدی پر فرض ہے، تین صورتوں کو شامل، ایک یہ کہ اس کا ہر فعل، فعلِ امام کے ساتھ کمال مقارنت پر محض بلا فصل واقع ہوتا رہے، یہ عین طریقہ مسنونہ ہے اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک مقتدی کو اسی کا حکم۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 7، صفحہ 274، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مذکور جزئیہ میں امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے ان الفاظ "اس کا ہر فعل فعل امام کے ساتھ کمال مقارنت پر محض بلا فصل واقع ہوتا رہے" میں مقارنت کا یہی مفہوم مراد ہے کہ مقتدی امام کے ساتھ ساتھ ہر فعل بجالائے یعنی مقتدی امام کے سلام پھیرنے کے ساتھ ساتھ سلام پھیریں اور مقارنت کے اس معنی و مفہوم کی تائید اوپر ذکر کردہ کلماتِ فقہا سے بالکل واضح ہے۔

سلام والے مسئلہ کو فقہائے کرام نے تکبیر تحریمہ والے مسئلہ پر قیاس کیا، جیسا کہ علامہ شیخی زادہ رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ(سالِ وفات:1078ھ/1667ء) **لکھتے ہیں:**"(يسلم) المصلي (عن يمينه مع الإمام) كما في التحريمة وعندهما بعده وهو رواية عن الإمام" **ترجمہ: مصلی یعنی مقتدی دائیں طرف اپنے امام کے ساتھ سلام پھیرے جیسے تکبیر تحریمہ امام کے ساتھ کہی تھی۔**

(مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر، جلد 1، صفحہ 102، مطبوعہ دار إحياء التراث العربي، بیروت)

علامہ احمد طحطاوی حنفی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ(سالِ وفات:1231ھ/1815ء) **لکھتے ہیں:**"والسلام مثل التحريمة من حيث المقارنة على اصح الروايتين عن الإمام" **ترجمہ: امام اعظم کی دو روایتوں میں سے اصح**

روایت کے مطابق سلام کا مسئلہ مقارنت کی حیثیت سے تکبیر تحریمہ والے مسئلے کی طرح ہے۔(یعنی مقتدی امام کے ساتھ اسی طرح سلام پھیرے جیسے اُس کے ساتھ تکبیرِ تحریمہ کہی تھی۔)

(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، صفحہ 258، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان)

تکبیر تحریمہ میں افضل یہ ہے کہ مقتدی امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہے، جیسا کہ علامہ ابو المَعَالی بخاری حنفی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ(سالِ وفات:616ھ / 1219ء) لکھتے ہیں:" الأفضل فی تکبیرۃ الافتتاح فی حق المقتدی أن تکون تکبیرۃ مع تکبیر الإمام عند أبی حنیفۃ "ترجمہ: امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے حوالے سے مقتدی کے حق میں افضل یہ ہے کہ اس کی تکبیر تحریمہ امام کی تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہو۔ **(المحیط البرہانی، جلد1، صفحہ 295، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان)**

علامہ محمد بن ابراہیم حلبی حنفی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ(سالِ وفات:956ھ / 1049ء) لکھتے ہیں:" والافضل ان تکون تکبیرۃ المقتدی مع تکبیرۃ الامام لا بعدھا عند أبی حنیفۃ لأن فیہ مسارعۃ إلی العبادۃ وفیہ مشقۃ فکان افضل وقالا یکبر أی الأفضل أن یکبر المقتدی بعد تکبیرۃ الإمام ولا خلاف فی صحۃ کل من الامرین من غیر کراھۃ "ترجمہ: امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک افضل یہ ہے کہ مقتدی کی تکبیر تحریمہ، امام کے ساتھ ہو، اس کے بعد نہ ہو، کیونکہ اِس میں عبادت کی طرف جلدی کرنا ہے، نیز اس میں کچھ مشقت بھی ہے، لہٰذا یہ افضل ہے۔ صاحبین نے فرمایا: افضل یہ ہے کہ مقتدی امام کی تکبیر کے بعد تکبیر کہے۔ البتہ دونوں طریقوں کے، بغیر کسی کراہت کے صحیح ہونے میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے۔ **(غنیۃ المتملی شرح منیۃ المصلی، جلد2، صفحہ 72، مطبوعہ الجامعۃ الاسلامیہ)**

تکبیر تحریمہ امام کے ساتھ ہو یا اس کے بعد، دونوں طریقے ہی جائز ہیں، اختلاف صرف افضلیت میں ہے، جیسا کہ علامہ بدر الدین عینی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ(سالِ وفات:855ھ / 1451ء) "منحۃ السلوک شرح تحفۃ الملوک" میں لکھتے ہیں:"(الأفضل مقارنۃ الإمام فی التکبیر) ھذا عند أبی حنیفۃ، وعندھما: یکبر بعد تکبیرۃ الإمام، قیل: الاختلاف فی الجواز، والأصح أنہ فی الأفضلیۃ" ترجمہ: امام اعظم رضی اللہ عنہ کے

نزدیک افضل یہ ہے کہ مقتدی امام کی مقارنت کرے یعنی اس کے ساتھ تکبیر کہے۔ صاحبین کے نزدیک افضل یہ ہے کہ امام کی تکبیر کے بعد تکبیر کہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اختلاف جواز میں ہے۔ لیکن اصح قول یہ ہے کہ اختلاف صرف افضلیت میں ہے۔

(منحة السلوک شرح تحفقة الملوک، صفحہ 124، مطبوعہ قطر)

اگر امام کے بعد تکبیر تحریمہ کہی تو بھی درست ہے، جیسا کہ "حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح" میں ہے: "إذا كان إحرامه بعد إحرام إمامه فمتفق عليه" ترجمہ: جب مقتدی کی تکبیر تحریمہ امام کی تکبیر تحریمہ کے بعد ہو، تو اس پر سب متفق ہیں (یعنی یوں بھی درست ہے)۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلوۃ، صفحہ 258، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــه

مفتی محمد قاسم عطاری

16 صفر المظفر 1446ھ/22 اگست 2024ء

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے
آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ /www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے